بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۸ نمبر ۱۹

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء چندہ سالانہ دو روپیہ ۸ آنہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ

ایڈیٹر
اہلیہ محمد ظہور الدین
اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

تبلیغی نمبر

رد دلائل حیات مسیح ۔ ۳/۶
وفات مسیح کا ثبوت ۔ ۷/۹
مجددیت کا ثبوت ۔ ۱۰/۱۲
مسیحیت کا ثبوت ۔ ۱۲/۱۳
مہدویت کا ثبوت ۔ ۱۳/۱۷
نظمیں ۱۷/۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقائد جماعت احمدیہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی شخص اسکی ذات یا صفات یا اس کے اسماء یا اسکی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے نہ ہو سکتا ہے۔

(۲) ملائکہ کا وجود برحق ہے۔

(۳) خدائیتعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے انپر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں ان پر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔

(۴) ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔

(۵) الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے گا خدائیتعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ جیساوہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔

(۶) ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔

(۷) بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع ہونگے۔

بیعت کے الفاظ

جنمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بیعت لیتے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ دو بار۔

میں ولد (بنت) آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں (ہوتی ہوں) اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں (کرتی ہوں) اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہونگا (کرتی رہونگی) اور شرک نہیں کرونگا (کرونگی) دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا (رکھونگی) اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہونگا (کرتی رہونگی) قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہونگا (رہونگی) جو نیک کام مجھے بتائینگے اُن میں آپکی ہر طرح فرمانبردار رہونگا (رہونگی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا (کرونگی) اور حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی پر ایمان رکھونگا (رکھونگی)۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ دو بار

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تین بار

اے میرے رب مینے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں (کرتی ہوں)، تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(تبلیغی نمبر)

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ستمبر ۱۹۳۴ء

ردّ دلائل حیاتِ مسیحؑ

غیر احمدی حیات مسیح ناصری علیہ السلام کے ثبوت میں ایک یہ آیت پیش کرتے ہیں:۔ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (الیٰ) ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۔

اور اس سے حسب ذیل استدلال کرتے ہیں:۔

اوّل:۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ صلیب دیا ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کو ان کی شکل دیدی گئی۔ (جسمیں اختلاف کثیر ہے) اور وہی شخص مقتول و مصلوب ہوا۔ اور مسیح کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف اٹھا کر لے گیا۔ چونکہ وہ عزیز و حکیم ہے۔ اسلئے وہ اپنی حکمت کاملہ اور صفت عزیزیت کے ماتحت انہیں آسمان پر پہنچانے پر قادر ہے۔

(۲) وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ پس ضروری ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں۔ اور تمام اہل کتاب اُن کی حقانیت کو تسلیم کریں*

جواب:۔ اللہ تعالیٰ یہود کے عیوب بیان کرتے ہوئے ان کا ایک یہ بھی قول بتاتا ہے۔ کہ وہ ابطال رسالت مسیح کے لئے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمنے اس مسیح کو جو اپنے تئیں اللہ کا رسول کہا کرتا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا۔ اور ہم نے خود اُسے کاٹھ پر چڑھا کر مار دیا۔ اور (نعوذ باللہ) وہ از روئے تورات کہ جھوٹا نبی کاٹھ پر چڑھایا جائیگا ملعون ہوا۔ اور جھوٹا ٹھیرا۔ اس کی صلیبی موت کو عیسائیوں نے بھی کفارہ کو ثابت کرنے کے لئے تسلیم کر لیا ہے*

اسلئے اللہ تعالیٰ ان ہردو کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ درحقیقت مسیحؑ کو قتل نہیں کر سکے۔ اور نہ بذریعہ صلیب مار سکے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ مشابہ بالمقتول بالصلیب ہوگئے تھے۔ یعنی ان پر صلیب کیوجہ سے غشی طاری ہوگئی تھی۔ جس کیوجہ سے یہود نامسعود اس غلطی میں مبتلا ہوگئے کہ گویا انہوں نے مسیح کو بذریعہ صلیب مار ڈالا ہے۔ پھر فرمایا۔ ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ وما قتلوہ یقیناً۔ کہ واقع قتل مسیح میں نہ صرف نصاریٰ۔ بلکہ یہود کے متعدد گروہ بھی اختلاف کرتے ہیں۔ اور انہیں قتل مسیح پر شک ہے۔ اور ان میں سے کوئی یقینی طور پر قتل مسیح کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اور نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے آپ کو در حقیقت مار لیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لعنتی موت سے بچا لیا۔ اور تواریخ یہود و نصاریٰ بھی اس کی مؤید ہیں۔ جس طرح دیگر انبیاء اور صلحاء کی موت پاکیزہ طور پر ہوتی ہے۔ ایسی ہی انکی بھی ہوئی۔ اور مطابق آیت تورات کہ پاک لوگوں کی روح آسمان پر اٹھائی جاتی ہے۔ اور بُری اور ناپاک رُوح زمین پر ہی بھٹکتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک قرار دیا۔ اور لعنت کے مفہوم سے جس کے معنی بُعد الٰہی کے ہیں۔ بچاکر مرفوع بنایا۔ یعنی اپنا قرب حقیقی عطا کیا۔ اور طبعی موت دیکر انّی متوفّیک ورافعک کے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اپنے حضور بلا لیا۔

رفع کے معنے

اور رفع جبکہ الیٰ کے صلہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ انسان کے لئے استعمال ہو۔ اور اللہ استعمال کرنیوالا ہو۔ تو اسکے معنی محض تعظیم و تکریم کے ہوا کرتے ہیں۔ نہ رُوح مع الجسد اٹھانے کے۔ اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف کوئی معنی ثابت کر دکھائے تو وہ انعام پانیکا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور قرآن شریف کی دیگر آیات بھی انہیں معنوں کی تائید کرتی ہیں:-

جیسا کہ فرمایا:- اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ۔ اور فرمایا یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ پھر فرمایا:- ورفعناہ مکاناً علیّاً۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام رفیع الدرجات رکھا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے ہر نماز میں بین السجدتین اللّٰھم اغفرلی وارحمنی وارفعنی پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے مخالف آپ سے آسمان جانیکا مطالبہ بھی کیا کرتے تھے۔ تاہم آپ ارشاد الٰہی ھل کنت الا بشرا رسولا کے ماتحت جامۂ بشریت ورسالت میں ہونیکے سبب آسمان پر نہ جاسکنے کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بشر اور رسول آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اگر حضرت مسیح بشر رسول نہ تھے۔ اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق خدا تھے۔ تو بلا ریب وہ آسمان پر جاسکتے لیکن رسول کریم کو باوجود آپ کی روزانہ دعاؤں اور کفار کے مطالبہ کے آسمان پر نہ اٹھایا گیا۔ نہ صرف آپ کو بلکہ کسی نبی کو بھی اس نعمت سے مشرف نہیں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ کے ماتحت حضرت مسیح کو تو آسمان پر بٹھایا جائے۔ لیکن دیگر انبیاء مخالفین سے ناگوار باتیں سنتے رہیں۔ اور ناقابل برداشت صدمات سہتے رہیں اور حوادث زمانہ سے متاثر ہوتے ہوئے اس دار فانی سے رحلت کریں۔ لیکن مسیح کو ذرا سی تکلیف پہنچنے پر آسمان پر اٹھا لیا جائے۔ پھر جبکہ اس آیت میں آسمان کا ذکر نہیں تو کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی جس کی بنا پر ان کا آسمان پر اٹھایا جانا تسلیم کیا جائے۔ آیت قرآنی سے تو صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا ہے۔ اور بر طبق آیت وھو اللہ فی السموات وفی الارض۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ صرف آسمان پر اٹھائے جائیں۔ بلکہ ان کا ایک حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمین پر بھی رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف آسمان پر ہوں۔ بلکہ آسمان اور زمین ہر دو کو اپنا مقام ٹھہرایا ہے۔ اور آیت بھی بتصریح کہہ رہی ہے کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا۔ اسلئے حضرت مسیح کو بھی آسمان و زمین ہر دو کیطرف جانا چاہیئے۔ تبھی صحیح معنوں میں مکمل طور پر ان کا رفع ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان کا رفع ناقص ہوگا۔ اور وہ یہی صورت ہے کہ ان کا جزو مٹی حصہ ہے یعنی جسم وہ زمین پر رہے۔ اور روحانی حصہ مقام علیین میں آسمان پہ چلا جائے۔ اور وہ اسی طرح پر ہو سکتا ہے کہ یہود کے قول کے مخالف انہیں تبلیغ رسالت و نبوت کے بعد عزت کے ساتھ وفات دیدی جائے۔ تیسرے ان معنی کی تائید سورۃ عنکبوت رکوع ۸ کی آیت کُلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون سے ہوتی ہے۔ ہمارے غیر احمدی دوست یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح مرفوع الی اللہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بیان فرمادیا ہے۔ کہ ہر متنفس چیز خلیج موت طے کرنے کے بغیر ہمارے پاس نہیں آسکتی۔ اور آنحضرت صلعم کو جو سب انبیاء کے مقتدر اور امام ہیں۔ مخالفین کے اعتراضات کیوقت ان کے لئے تو یہ کہہ دیا جائے۔ کہ ان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السماء فتأتیھم بآیۃ۔ آنحضرت صلعم سے آسمان پر جانے کے لئے سیڑھی طلب کی گئی۔ لیکن حضرت مسیح کے لئے خود ہی سیڑھی مہیا کردی۔ بالکل درحقیقت آسمان پر نہیں گئے۔ اور اپنی طبعی عمر بسر کر کے برطبق حدیث نبی صلعم انّ عیسیٰ بن مریم عاش مائۃ و عشرین سنۃ۔ اس جہان سے رحلت فرما کر دار بقا میں جاگزین ہوئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

اور یہی صحیح بات ہے۔ کیونکہ غیر احمدیوں کے عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی سخت ہتک ہے۔

؎ یہ دنیا گر کسے پایندہ بودے ٭ ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

اور اسلام اپنی بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ توحید کا نام باقی نہیں رہ سکتا۔ اسلئے موجودہ زمانہ کا مسیح فرماتا ہے۔

؎ قد مات عیسیٰ مطرقاً
و نبینا حیٌّ و ربّی انّہٗ وافانی
افانت لاقیت المسیح یقظۃ
او جاءک الانباء من یقظانی

اور اے علمبرداران توحید اور عاشقانِ اسلام بزور کہو ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

رہی آیت من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ سو اس کے متعلق غیر احمدی حضرات خود متردّد ہیں۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کا نزول قرب قیامت ہوگا۔ اسلئے ان کے آنے کیوقت تمام یہود و نصاریٰ کو زندہ کیا جائیگا۔ اور وہ اُن پر ایمان لائیں گے لیکن یہ بات نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے سراسر خلاف ہے۔ اور بالکل برعکس ہے۔ لہذا ناقابل تسلیم ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ آمد مسیح کیوقت

مردوں کو زندہ نہیں کیا جائیگا لیکن ان کے زمانہ کے تمام لوگ ان پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ مگر یہ عقیدہ بھی آیات قرآنیہ اور آنحضرت صلعم کی حدیث کے بہت مخالف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم یہود اور نصاریٰ کی باہمی مخالفت کو قیامت تک کے لئے ممتد بتاتا ہے۔ اور اس صورت میں ان کا قیامت تک پایا جانا بھی ضروری ٹھہرتا ہے۔ ورنہ یہ آئتیں جھوٹی ٹھہرتی ہیں جو سورۃ مائدہ رکوع ۳ اور آل عمران رکوع ۶ اور مائدہ رکوع ۹ میں مذکور ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی یہ حدیث ہو کہ دجال جو مسیح کے ہاتھ سے قتل ہوگا وہ اہل کتاب میں سے ہوگا۔ اور اس کی معیّت میں ستّر ہزار یہود ہونگے۔ اور اِن مِن کے بعد جو اِلّا حصر کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ وہ اہل کتاب میں سے کسی فرد کو باہر نہیں رہنے دیتا۔ چونکہ یہ معنی بھی قرآن حدیث کے خلاف ہیں۔ اسلئے یہ بھی مانے نہیں جاسکتے ٭

بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اہل کتاب کا ہر فرد بوقت موت مسیح پر ایمان لے آتا ہے۔ یہ بھی ایک رسمی اور ظنی بات ہے۔ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا پس ہمیں اس آیت کے صحیح معنی معلوم کرنے چاہئیں۔ اس آیت کے معنی میں اتفاق نہیں بلکہ اضداد اور ہر ایک دوسرے کے مخالف معنی کئے جاتے ہیں۔ تو اس صورت میں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے ماتحت غیر احمدی صاحبان کے تمام معنی ناقابل قبول ٹھہرتے ہیں ٭

جیساکہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے اس کے صحیح معنی یہی ہیں۔ کہ تمام اہل کتاب یہود ہوں یا نصاریٰ یہی مانتے رہیں گے۔ کہ مسیح بذریعہ صلیب مارے گئے ہیں۔ تا وقتیکہ وہ مر جائیں۔ اور انپر حقیقت منکشف ہو جائے۔ اور ابن جریر کی قراۃ ... قبل موتھم بیان کردہ معنی کی مؤید ہے۔ اور غیر احمدیوں کے عقیدہ کی تو یہی آیت بزور تردید کر رہی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ:۔ یوم القیامۃ یکون علیھم شھیدًا۔ کہ مسیح دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لادیں گے ہاں قیامت کو ضرور ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ غلط عقیدہ پر تھے۔ اور آ بھی کیونکر سکتے ہیں ٭

؎ کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقان نے بھی بتلایا نہیں

اور یہ عقیدہ اجماع صحابہ سلف صلحاء اور ائمہ اربعہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام مالک فرماتے ہیں:۔ (مات عیسیٰ) اور تینوں امام جو کہ معمولی معمولی مسائل میں بھی سخت اختلاف کرتے ہیں۔ اس قول پر خاموش رہ کر اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور امام حسن آپ کی تاریخ وفات بھی متعین کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ۲۷ رمضان کو حضرت مسیح فوت ہوئے ٭

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اسکو فرقاں سر بسر
اسکے مرجانے کی دیتا ہے خبر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

89

وفاتِ مسیح کا ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَیں ان دلائل کو پیش کروں گا جن سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔

وکنتُ علیھم شھیداً مّادُمتُ فیھم فلمّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ہ

اس میں دو زمانے بتائے گئے ہیں (۱) تَوَفِّیْ سے پہلے کا۔ دوسرا تَوَفِّیْ کے بعد کا جو کہ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے شروع ہوتا ہے ؛

توفی سے پہلے زمانہ کے متعلق حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ ماقلتُ لھم الّا ما اُمرتنی بہٖ ان اعبدوا اللہ ربّی وربّکم۔ کہ میں ان کو یہ کہتا رہا ہوں۔ کہ اس خدا کی جو میرا اور تمہارا پیدا کنندہ ہے پرستش کرو اور صرف توحید کی تعلیم ان کو دیتا رہا ہوں۔ اور پھر کنتُ علیھم شھیداً کہ میں ان کی نگرانی بھی کرتا رہا ہوں اور وہ اسی توحید پر قایم رہے لیکن جب دوسرا زمانہ فلما توفیتنی کے بعد شروع ہوا۔ اور میری توفی ہو گئی انت الرقیب علیھم تو ہی انپر نگہبان تھا۔ اسکے بعد کا مجھے پتہ نہیں اب اگر غیر احمدی صاحبان کا یہ نظریہ ایک لمحہ کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ آسمان پر ابتک زندہ ہیں اور دنیا میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو جب وہ اس دنیا میں اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش کرتے اور منجملہ تین خداؤں کے لوگوں کو اپنی پرستش کرتے بھی دیکھینگے۔ تو کسطرح پر نبی ہونے کے باوجود اس ہستی کے سامنے جو کہ عالم الغیب ہے۔ یہ بیان دینگے کہ مجھے میری قوم کے بگڑنے کا علم نہیں۔ سو معلوم ہؤا۔ کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اور وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آوینگے جبھی تو ان کا یہ قول صادق ٹھیریگا۔ کہ جب تو نے میری توفّی کی تو اسکے بعد کا مجھے علم نہیں بلکہ تجھے ہی علم ہے ؛

دوسرے تَوَفَّیْتَنِیْ میں توفّی کے معنے قبض رُوح کے ہیں۔ کیونکہ توفی جب باب تفعل سے ہوا۔ اور خدا فاعل اور کوئی ذی روح شئے مفعول ہو تو اسکے معنے بجز موت اور قبض روح کے اور کوئی نہیں ہوتے چنانچہ توفّی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انعامی چیلنج دیا۔ لیکن اسکے خلاف کوئی نہ ثابت کر سکا۔ وہ چیلنج یہ ہے :-

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا رسول اللہ صلعم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے۔ کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنے پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہؤا ہو تو میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصّہ ملکیّت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقد دونگا۔ اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا" (ازالہ اوہام ص ۹۱۹)

پس جب تَوَفّی کے معنے وفات کے ثابت ہوگئے تو اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح فوت ہوگئے ہوئے ہیں۔ یا آئندہ کسی زمانہ میں وفات پائینگے۔ سو دیکھئے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔ کہ جبتک میں اپنی قوم میں رہا اور میری وفات نہ ہوئی اسوقت تک وہ توحید پرست رہی اور اسوقت تک گمراہ نہیں ہوئی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ان کی قوم صراط مستقیم پر قایم اور توحید کی قائل ہے۔ اگر توحید کی قائل ہے۔ اور بگڑی نہیں تب تو یقیناً حضرت عیسے علیہ السلام ابتک فوت نہیں ہوئے۔ اور اگر آج سے تیرہ سو برس سے قبل انہوں نے توحید کی بجائے تثلیث کا طوق اپنے گلے میں پہن لیا ہوا ہے جسکی قرآن کریم ان الفاظ کے ساتھ تردید فرماتا ہے:۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلٰثۃ وما من الٰہٍ الّا الٰہٌ واحد۔

تو یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے قبل وفات پاچکے ہیں۔ اور دیگر انبیاء کی طرح وہ اس دار فانی سے کوچ فرماگئے ہیں۔

(۲) اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ۔

اس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے ہیں۔ (۱) متوفیک (۲) رافعک الیّ (۳) ومطھرک من الذین کفروا۔ (۴) وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ پچھلے تین وعدوں کے متعلق غیر احمدی صاحبان بھی مانتے ہیں۔ کہ وہ پورے ہوگئے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ کہ پہلا وعدہ متوفیک والا پورا نہیں ہوا۔ یہ ممکن نہیں کہ خدا کا کلام جو ترتیب ابلغ پر مشتمل ہے اس میں یہ نقص ہو کہ جو بات بعد واقع ہوئی ہو اسکو پہلے رکھدیا جائے اور جو پہلے واقع ہونیوالی ہو۔ اس کو بعد میں رکھدیا جائے۔ پس یقیناً خدا تعالیٰ کے یہ چاروں وعدے جو حضرت عیسیٰؑ سے کئے تھے ترتیب وار پورے ہوگئے ہیں۔ جن میں سے وفات کا وعدہ پہلے کیا تھا۔ وہ پہلے پورا ہوا۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی مُتَوَفِّیْکَ کے معنے مُمِیْتُکَ کے کئے ہیں۔ (بخاری ص ۶۶۵)

پس معلوم ہوگیا کہ صحابہؓ کا بھی یہی مذہب تھا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پاچکے ہیں۔

(۳) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں۔ اُن سے پہلے تمام رسول گزر گئے ہیں۔ تمام میں حضرت عیسیٰؑ بھی آگئے۔ اور انکو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

(۴) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل و امّہٗ صدیقۃ کانا یأکلان الطعام۔ یہ کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول ہیں۔ ان سے پہلے تمام رسول گذر گئے۔ سو وہ بھی چونکہ رسول ہیں اس لئے وہ بھی گذر گئے۔ دوسرے یہ کہ کانا یاکلان الطعام کھانا کھایا کرتے تھے۔ اب نہیں کھاتے۔ اور جسم کھانے کے ساتھ زندہ رہتا ہے۔ اسلئے جب وہ زمانہ حال میں نہیں کھاتے تو وہ زندہ بھی نہیں ہیں۔

(۵) وماجعلنا ھم جسداً لا یاکلون الطعام۔ کہ تمام انبیاء کے جسم ایسے نہیں بنائے۔ جو کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ اگر حضرت عیسےٰؑ آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ ہیں تو ضرور وہاں پر ان کے لئے باورچی خانہ غسل خانہ اور پاخانہ وغیرہ بھی ہوگا۔ لیکن چونکہ محال ہے اسلئے یقیناً وہ فوت ہو گئے ہوئے ہیں۔

(۶) حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ اگر وہ آسمان پر زندہ مع الجسم موجود ہیں تو کس طرف نماز اور اسلام کی شریعت کی یا عیسوی نماز پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ کس محتاج کو دیتے ہیں۔ سو اگر نماز اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو یقیناً فوت ہو چکے ہیں۔

(۷) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات حضرت عیسےٰؑ کو دیگر انبیاء کی ارواح میں جو فوت شدہ ہیں دیکھا۔ اور کوئی زندہ بغیر مرنے کے مردوں میں نہیں جا سکتا۔ سو حدیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسےٰؑ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔

(۸) حدیث شریف میں آتا ہے :۔ عاش عیسیٰ ابن مریم مائۃ وعشرین سنۃ۔ کہ حضرت عیسےٰؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ اور عاش کا لفظ ماضی پر دلالت کرتا ہے۔

پس ان آٹھ مندرجہ بالا دلائل اور براہین سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی۔ کہ حضرت عیسےٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اب جو اسکے مخالف اعتقاد رکھیگا وہ خدا کے کلام اور اسکے پیارے رسول کے احکام کی ہتک کرنیوالا ہوگا۔ اور خدا اور اسکے رسول کی محبت کا دم بھرنا اسکے لئے عبث ہے۔ اگر ہمارے رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت مسیحؑ کے مرنے سے ہی قائم ہوتی ہو تو اسکو مرنے دو۔ کیوں اسکو آسمان پر زندہ بٹھاتے ہو اور سرور کائنات صلعم کو زمین میں مدفون قرار دیتے ہو۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضروری باتیں

(۱) مصباحی بہنیں یوم التبلیغ کو مصباح کی توسیع اشاعت کے لئے کوشاں ہوں۔ اور اپنی برادری اور قرب وجوار میں مصباح کی خریداری بڑھائیں۔

(۲) جن مصباحی بہنوں نے ابھی تک چندہ مصباح ادا نہیں کیا۔ اور وی. پی بھی واپس کر دئے تھے وہ مہربانی فرما کر جلد سے جلد منی آرڈر کے ذریعے قیمت ادا کریں۔ سال ختم ہونے میں دو تین ماہ باقی ہیں۔

(۳) مضمون نگار بہنیں توجہ کریں۔ اور مصباح کیلئے ہر قسم کے مضامین بھیجتی رہیں ایک پندرہ روزہ اخبار اور اسکے لئے بھی مردوں کے مضامین چھاپنے پڑیں تو افسوس کی بات ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُجدّدِیت کا ثبوت

حضرت نبی کریم صلعم کو جب آپکی امت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے بتایا کہ یہ اُمت بھی پہلی امتوں کی طرح ہو جائیگی۔ یعنی لوگ فسق و فجور۔ شرک و گمراہی میں مبتلاء ہو کر مجھ سے دور جا پڑیں گے۔ اُسوقت بھی انکی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایک مجدد بھیجتا رہونگا۔ جو کہ اس دین کی تجدید کریگا۔ جیسے کہ نبی کریم صلعم کی یہ پیشگوئی حدیث کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے:۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہیگا۔ جو کہ اسکے دین کی تجدید کریگا۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا یہ پیشگوئی پوری ہُوئی یا نہیں۔ پس جب ہم زمانہ ماضی پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر صدی میں مجدد آتے رہے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہوتی آئی ہے۔

نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب حجج الکرامۃ صفحہ ۱۳۹ پر جہاں باقی مجددین کا ذکر کرتے ہیں۔ وہاں اِس صدی کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

دبر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں را باقی ست اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صُورت گرفت ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

کہ چودھویں صدی کے سر پر جسکو ابھی پورے دس سال باقی ہیں۔ اگر مہدی علیہ السلام و مسیح موعود ظاہر ہوں گے۔ تو وہ اس صدی کے مجدد ہونگے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا واقعی اس صدی میں بھی کسی نے مجددیّت کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ دنیا فسق و فجور شرک و ضلالت میں مبتلاء ہو گئی تھی۔ اور لوگ اسلام کو چھوڑ کر عیسائی آریہ دہریہ ہو گئے تھے۔ تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں جبکہ دنیا کی حالت یہ ہو گئی تھی۔ کہ لوگ خدا کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ حضرت میرزا غلام احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی و الہامات سے مشرف ہو کر عین چودھویں صدی کے سر پر مجددیت کا دعویٰ کیا۔ وہ الہام یہ ہے:۔

الرحمن علم القرآن۔ لتنذر قوماً ما انذر اباءھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔

اب میں حدیث کے اصل الفاظ کیطرف آتا ہوں حدیث میں یہ لفظ مذکور ہیں۔ یجدد لھا دینھا کہ اسکے دین کی تجدید کریگا۔ اب ہم اسکے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پرکھتے ہیں کہ آپ نے تجدید دین کی ہے یا نہیں؟

اس سوال کو حل کرنے کے لئے وقت کے لحاظ سے میں صرف دو موٹی موٹی مثالیں بیان کرتا ہوں جن سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی شکل کو لوگوں نے اسوقت کیسا بدل دیا تھا۔ اور حضرت اقدس نے کس طرح پھر دوبارہ اس کی شکل کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اسلام کی جڑ جس کے لئے باقی سب عقاید اور اعمال بمنزلہ شاخوں اور پتوں کے ہیں ایمان باللہ ہے۔ اور اسکے اجزاء میں سے بڑا جزو ایمان بالتوحید ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ایمان لیکن ہمارے اس زمانہ میں ایسے لوگوں کا جو اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں۔ کھلم کھلا اس تعلیم کے خلاف عمل ہے۔ وہ لوگ قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کے مقاموں کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ انسانوں کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں اور مُردوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ غرضیکہ طرح طرح کا شرک پھیلا ہوا ہے۔ شاید یہاں کوئی صاحب کہہ اُٹھیں کہ یہ تو جاہل لوگوں کے عقائد ہیں۔ اور عالم لوگ اس سے بیزار ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ حق بات یہی ہے کہ کسی قوم کی حالت اس کے اکثر افراد سے دیکھی جاتی ہے۔ جب مسلمانوں میں سے اکثر ان خیالات کے پیرو ہیں تو یہی فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کہ مسلمانوں کی حالت بلحاظ توحید گر گئی ہے۔

اسی طرح یہ عالم لوگ شرک کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں مگر یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف خود فرماتا ہے۔ کہ وہ خود بھی اس دنیا میں مردوں کو زندہ کر کے نہیں بھیجتا۔ جیسے فرماتا ہے:۔ حرام علی قریۃٍ اھلکنا ھا۔ انھم لا یرجعون (انبیاء ع ۷)

اسی طرح یہ موحد کہلانیوالے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح پرندے پیدا کیا کرتے تھے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تو اس کے خلاف ہے کہ خدا کے سوا کوئی کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا:۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون۔ (نحل ع ۲)

اس تمام گمراہی و ضلالت کیوقت حضرت اقدسؑ نے آکر جو تعلیم دی وہ ایسی موحدانہ اور خدا تعالیٰ کا جلال قایم کرنے والی ہے۔ کہ اس کو مان کر انسان کا دل محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے۔ اور شرک کی آگ سے انسان بالکل محفوظ رہتا ہے۔ اور توحید کا وہ مقام پالیتا ہے۔ جسپر صحابہؓ کھڑے ہوئے۔ ایمان باللہ کے بعد دوسرا رکن ایمان بالملائکہ ہے۔ اس رکن کو بھی ظاہری مسلمانوں نے بالکل مسخ کر دیا تھا بعض لوگ یہ خیال رکھتے تھے۔ کہ ملائکۃ اللہ نعوذ باللہ گناہ بھی کر لیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ پر معترض بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض یہ خیال کرتے تھے۔ کہ ملائکہ بھی مادی وجود ہیں۔ اور آدمیوں کی طرح ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں۔ عزرائیل کبھی اس کی جان نکالنے جاتے ہیں کبھی اسکی +

لیکن حضرت اقدس نے ان خلاف اسلام اعتقادات کو بھی آکر رد کیا۔ اور صحیح اعتقادات کو پھیلایا۔ اور ملائکۃ اللہ کی ذات سے اعتراضات کو دور کیا۔ آپنے دلائل سے ثابت کیا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں کرتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے:۔ لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مایؤمرون (تحریم ع ۱) اسی طرح آپ نے بتایا کہ ملائکہ رُوحانی وجود ہیں۔ ادھر ادھر نہیں دوڑتے۔ اور رُوح القدس کے ذریعے وحی و الہام کا سلسلہ تا روز قیام جاری ہے۔ غرضیکہ آپ نے ہر طرح سے دین کی تجدید کی اور بھولی بھٹکی دنیا کو راہِ راست پر چلا کر ان کے دلوں میں مولائے حقیقی کی تڑپ پیدا کر دی۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کا وجود خدا نما ہوتا ہے۔ وہ خدا کے پاک بندے ہیں۔ مگر اُن میں سے بھی کئی ایک پر مولوی کہلانے والوں نے عیب لگائے جن سب کی تردید حضرت اقدس نے فرمائی۔

بالآخر میں یہ بات عرض کئے دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کے ماتحت عین چودھویں صدی کے سر پر مجددیت کا دعویٰ کیا۔ پس اگر آپ مجدد نہیں تو کوئی اور ہی مجدد بتاؤ جس نے دعویٰ کیا ہو۔ اب تو صدی نصف سے بھی زیادہ گزر چکی ہے۔ سچ تو یہی ہے ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت

میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

۱۔ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حسب پیشگوئی خود وصال ہوا۔

(۲) حضرت علامہ نور الدین حکیم الامۃ خلیفہ اول کا ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو وصال ہوا۔

(۳) اب سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء سے جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔ متعنا اللہ بطولِ حیوتہ۔

دعویٰ مسیحیت

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (سورہ نور)

اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ان سے جو کامل الایمان ہیں اور صالح الاعمال کہ ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنائیگا۔ جیسا کہ اُن سے پہلوں کو بنایا۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ سلسلہ محمدیؐ میں بھی ویسے ہی خلیفے آئیں گے جیسے سلسلہ موسوی میں۔ کیونکہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا سے ثابت ہے کہ سلسلہ محمدیؐ سلسلہ موسوی کے مشابہ ہے۔ اور چونکہ مشبّہ (جس کو تشبیہ دیجائے) اور مشبّہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے) ایک نہیں ہو سکتے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ سلسلہ موسوی کا مسیح اور ہو اور سلسلہ محمدیؐ کا مسیح اور۔

(۲) حدیث میں مسیح بن مریم (علیہ السلام) کا حلیہ آیا ہے۔ کہ سُرخ رنگ اور گھنگریالے بال۔ فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر (بخاری مطبع احمدی صفحہ ۴۸۱) اور آنیوالے مسیح کا حلیہ سیدھے بال اور گندمی رنگ جس سے ثابت ہوا۔ کہ یہ دونو آنے والے ایک نہیں رجل اٰدم سبط الشعر (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) مسیح ناصری کی وفات سے بھی ثابت ہے کہ آنیوالا مسیح وہی نہیں بلکہ اس کی خو بو پر دوسرا خدا کا فرستادہ آنے والا تھا۔ اذا نزل فیکم ابن مریم واماکم منکم سے بھی ظاہر ہے کہ آنیوالا بوجہ کمال مشابہت ابن مریم کہلائیگا۔ وہ بہر حال امام تمہارا تمہیں میں سے تمہارا ایک فرد ہوگا۔

(۴) اس سے پہلے ایک فیصلہ اسی قسم کے معاملے میں ہو چکا ہے۔ توریت میں لکھا تھا کہ ایلیاہ نبی دوبارہ آسمان سے اتریگا۔ (ملاکی باب ۴ آیت ۵) مگر جب حضرت مسیح بن مریم نے دعویٰ ماموریت کیا تو انہوں نے خدا سے علم پاکر علماء یہود کو اس سوال کا جواب دیا کہ ایلیاہ آنیوالا یوحنا کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ (متی باب ۱۱ آیت ۱۰) یعنی یوحنا اس کی خو بو پر ہے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جب کسی مامور کے دوبارہ آنیکی پیشگوئی ہو تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسکا مثیل آئیگا۔ سو حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ السلام حضرت مسیح ناصری کے مثیل ہو کر آئے۔ اور دلائل و نرمی سے دینِ اسلام کی حقانیت کا سکہ کل مذاہب پر بٹھایا۔

(۵) اور یہی وقت آپؑ کی آمد کا تھا۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں مسیح ناصری آئے۔ اسی طرح حضرت نبی کریمؐ کے بعد چودھویں میں مسیح محمدی۔ انگلستان کے مشہور و معروف ہیئت دان مسٹر جے۔ بی ڈمبل بی نے بڑے وثوق سے اپنی تالیف الیوم الموعود کے صفحہ ۲۶۵ پر ۱۸۹۳ء میں لکھا کہ نئے زمانہ کا آغاز ۱۸۹۸ء سے ہے جس میں آسمانی بادشاہت کی تکمیل مسیح کی آمد ثانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور مجھے اپنے حساب پر اتنا یقین ہے کہ جیسے اسپر کہ کل عین دوپہر کبوقت گھڑی بارہ بجائیگی۔ دانیال باب ۱۲ میں بھی دائمی قربانی کے موقوف ہونے کے بعد ۱۲۹۰ دن کا انتظار لکھا ہے۔ فتح مکہ کے بعد ۱۲۹۸ سنہ ہجری میں یہ ایام پورے ہوئے۔ اور چودھویں صدی کے شروع پر حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ السلام مسیح موعود آگئے۔ فآمنا بہ

مہدویّت کا ثبوت

مہدی معہود کے متعلق دو باتیں مدنظر رکھنی ضروری ہیں۔ اوّل۔ تشخص یعنی وجود مہدی۔ دوم۔ علامات مہدی۔ سب سے پہلے مہدی کے وجود پر کہ وہ کون ہوگا۔ میں احادیث کی رُو سے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں ؛

اسلام میں سب سے بڑے دو ہی فرقے ہیں ایک شیعہ دوسرے سُنی۔ شیعہ حضرات کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ آنیوالا مہدی ہمارا ہم مشرب ہوگا۔ بلکہ ہے۔ اور آ بھی چکا ہے۔ جو کہ غار سامرہ میں غائب ہے اور جسکا نام محمدؐ بن عبداللہ عسکری ہے۔ مدّت سے انہیں ان کے دیدار کی تمنا ہے۔ چنانچہ وہ ہر روز اس امام غائب کے ظہُور کی تمنا میں ایک گھوڑا غار کے دہانہ پر لے جاتے ہیں۔ اور پکار پکار کر ان سے باہر آنے کی بار بار التجا کرتے ہیں۔ مگر اندر سے صدائے بر نہ خواست۔ روزانہ بے نیل و مرام واپس لوٹ آتے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا گروہ ہمارے سُنّی حضرات کا ہے۔ جو مہدی کی آمد کا منتظر ہے۔ مختلف احادیث اختلافات کے ساتھ مہدی کے نسب نامے اور اسکے جائے خروج کے بارے میں مذکور ہیں۔ ان سب کو دو طریقوں سے اس مختصر وقت میں حل کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل - لا مھدی اِلّا عیسیٰ ابن ماجہ کی حدیث اور بخاری شریف کی اس حدیث سے کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم۔ یعنی مہدی کوئی علیحدہ شخصیت کا مالک نہ ہوگا۔ بلکہ وہی آنیوالا عیسیٰؑ ..... ہے۔ پھر حضرت امام بخاری نے یہ حدیث نزول لاکر بتادیا کہ ابن مریم نازل ہوگا۔ جو کہ تمہارا ہی امام تم میں سے ہے۔ گویا اب سارا جھگڑا نام اور نسب وغیرہ کا مٹ گیا۔ آنیوالا خواہ اسے مہدی کہہ لو یا مسیح وہ امامکم منکم کی رو سے غلام احمدؑ یعنی امتی ہی ہے۔ نہ کوئی اور۔ ایک سوال ضمناً اسجگہ حل کرنا ضروری ہے۔ کہ آنیوالے مہدی کا نام محمدؐ بن عبد اللہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ تو محمدؐ بن عبد اللہ نہیں بلکہ غلام احمدؑ ہیں۔ پس آپ کس طرح مہدی معہود ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں جو نام دئے جاتے ہیں۔ وہ ذاتی نہیں بلکہ صفاتی ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے غیر احمدی دوستوں کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ کہ و مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کے مصداق صرف آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ حالانکہ آپؐ کا نام جو والدین نے رکھا جو قرآن کریم نے بیان کیا۔ جو کلمہ شہادت اذان اور آنحضرت صلعم کے خطوط وغیرہ میں شائع ہوا وہ محمدؐ ہی ہے۔ نہ کہ احمدؐ پس اگر اسم احمدؐ کی پیشگوئی سے مراد سیدنا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو سکتے ہیں۔ تو محمدؐ بن عبد اللہ غلام احمدؑ کیوں نہیں ہو سکتے حالانکہ ہمارے پاس محمدؐ بن عبد اللہ سے مراد غلام احمدؑ لینے کے لئے زبردست قرائن بھی موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ آنحضرتؐ کا نام محمدؐ بن عبد اللہ ہے۔ اور آپ احمدؐ بھی ہیں۔ پس ہم محمدؐ بن عبد اللہ کی جگہ مخالف و موافق کے مسلمہ عقیدہ کی رُو سے احمدؐ کو رکھتے ہیں۔ پھر آنیوالا مہدی جسکا نام کہ محمدؐ بن عبد اللہ بتایا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم کا امتی بھی ہے۔ یعنی آپؐ کا غلام ہے۔ تو اب پورا نام آنیوالے کا غلام احمدؐ ہی بنتا ہے۔ پھر چونکہ آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتہ و یزکیھم وَیُعَلِّمُھُم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلالٍ مُّبین و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ میں اس بات کیطرف وضاحت سے اشارہ ہے۔ کہ ایک آخری گروہ میں بھی یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مبعوث ہونگے۔ گویا بروزی رنگ میں آپکا آنا ہوگا۔ اور آپکا نام محمدؐ بن عبد اللہ صلعم ہی ہے۔ اسلئے آنیوالے کا نام آپکا کامل متبع اور فنا فی الرسول کے مقام سے محمدؐ بن عبد اللہ ہی رکھا گیا۔ اور وہ غلام احمدؑ ہی ہو سکتا ہے نہ کوئی اور ٭

دوم :- جس مدعی مہدویت کے زمانہ میں وہ علامات پوری ہو جائینگی وہی مہدی ہوگا۔ اس صورت میں نام وغیرہ کا جھگڑا بھی مٹ جاتا ہے۔ منجملہ دیگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علامات کے اور زبردست مہدی حقیقی علامات ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ جنکو حضرت محمد بن علی باقر نے جو زبردست پائے کے انسان اور شیعہ حضرات کے اماموں میں سے ایک جید امام ہیں۔ بیان کیا ہے۔ دار قطنی میں انکی روایت ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینخسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ فرمایا ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں۔ جو پہلے کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ میں چاند کو گرہن ہوگا۔ اور اسی مہینہ میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

یہ علامات لفظ بلفظ پوری ہوئیں۔ رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں چاند گرہن تیرھویں رمضان کو واقع ہوا۔ جو کہ چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو واقع ہوا۔ جو کہ سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی دن ہے۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس مسیح موعود ع کا مہدی ہونیکا دعویٰ بھی تھا۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ جبکہ کسوف وخسوف واقع ہوا۔ تو کیا کوئی مدعی بھی تھا یا نہیں۔ اس دعوے کے متعلق آپ کی مختلف کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اختصاراً حضور ع کا ایک شعر ہی کافی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

اس سے معلوم ہوا کہ آپکا مہدی ہونے کا دعویٰ تو ہے۔ لیکن کیا ان دونشانیوں کو آپ نے خود اپنے اوپر چسپاں بھی کیا یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تو مدعی مفقود اور گواہ موجود والی بات ہوگی۔ اسکے متعلق بھی حضور ع فرماتے ہیں:۔

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

پس معلوم ہوا کہ آنے والے مہدی کے لئے زبردست نشان مقرر کئے گئے تھے۔ وہ پورے ہوئے۔ جس کو ہر کس وناکس عالم وجاہل۔ ایرانی وافغانی۔ ہندی اور عربی سب نے دیکھا ہوگا۔

اب میں اس حدیث کے متعلق چند ایک اعتراضات جو مخالفین کی طرف سے وارد کئے جاتے ہیں۔ اُن کا جواب بھی ضمناً دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلا اعتراض یہ ہے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے قابل التفات نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حدیث میں جو تاریخ گرہن کی ہیں یعنی چاند کی پہلی اور سورج کی پندرھویں ان میں گرہن نہیں لگا۔ اس لئے یہ نشان پورا نہیں ہوا۔

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ حدیث حضرت مرزا صاحب کی اپنی بنائی ہوئی تو تھی نہیں کہ جب گرہن لگا تو اپنے اوپر چسپاں کرلیا۔ بلکہ صدیوں پہلے ایک امام نے اپنی کتاب دار قطنی میں درج کی۔

دوسرے یہ کہ اب جبکہ یہ واقعہ ہو بہو حدیث کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رو سے ظہور پذیر بھی ہوگیا۔ اب اسے ضعیف کہنا گویا سورج پر مٹی ڈالنا ہے :-

سوم یہ کہ اس میں مصفّا غیب اعلیٰ درجہ کی خبر ہے۔ جو کہ سوائے نبی کے ممکن نہیں۔ کہ کوئی اور دے سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :-

فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ۔ پس اس آیت کی رو سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم کی ہی فرمودہ ہے۔

چہارم یہ کہ اسپر جبکہ علماء نے اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے انعام رکھا۔ کہ اسے موضوع ثابت کرو۔ اور سو روپیہ انعام لو۔ جیسا کہ تحفہ گولڑویہ ص۵۴ پر حضورؑ فرماتے ہیں :-

"اگر کسی جلیل القدر محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کرسکو تو ہم فی الفور ایک سَو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کرینگے۔ جس جگہ چاہو جمع کرالو"

مگر نہ کوئی شخص آجتک اس حدیث کو موضوع ثابت کرسکا۔ اور نہ انعام پانیکا مستحق ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث بالکل صحیح ہے :-

پنجم اسلئے بھی یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے کہ دارقطنی بڑے پائے کے انسان ہیں۔ ان کے متعلق مختلف ائمہ نے رائے قائم کی ہیں جن میں سے نمونتہً ایک درج کرتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگاسکینگے کہ آپ کس پائے کے انسان ہیں اور کیسی حدیثیں لاتے ہیں:-

فی التاریخ ابوالحسن الدارقطنی کان فرید عصرہٖ وامام وقتہٖ وانتھی الیہ علم الاثر والمعرفۃ بعلل الحدیث و اسماء الرجالِ واحوال الرواۃِ من الصدق۔ والامانۃِ والثقۃ والعدالۃ ومقبول الشہادۃ وصحۃ الاعتقاد وسلامۃ المذھب۔ الخ یعنی ابوالحسن دارقطنی بڑے پائے کے امام اور اپنے زمانہ میں یگانہ علم و فضل تھے۔ اور حدیث کی خوب پرکھ رکھتے تھے۔ جبکہ ایسا انسان یہ حدیث لایا۔ اور پھر پوری بھی ہو چکی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ اعتراض کہ حدیث ضعیف یا رسول اللہ صلعم نے نہیں فرمائی بالکل غلط ہے :-

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ یخسف القمر۔ قمر کو گرہن لگیگا۔ اور قمر کے متعلق لسان العرب میں آیا۔ ھو بعد ثلاثِ لیالٍ الی اٰخر الشھر۔ وہ تیسری رات کے بعد سے قمر کہلاتا ہے۔ اگر ہم پہلی رات کا چاند مانیں کہ اسے گرہن لگیگا۔ وہ تو قمر ہی نہیں۔ بلکہ ہلال ہے۔ اور حدیث میں گرہن کے متعلق جو آیا ہے وہ قمر کو لگنا ہے نہ کہ ہلال کو۔ دوسری بات یہ ہے کہ گرہن کہتے ہیں چاند کے کچھ یا سارے حصہ کے تاریک ہونے کو اور پہلی رات کا چاند تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ اس میں کیا گرہن لگنا جو خود ہی نظر نہ آتا :-

تیسرے یہ کہ چاند گرہن کی تاریخیں ہمیشہ سے تین ہی مقرر ہیں۔ تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں۔ پس حدیث میں تیرھویں تاریخ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں گرہن واقع ہوگیا۔ اور سورج گرہن کی چونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ ہیں۔ اس لئے اس کے درمیانی دن یعنی ۲۸ تاریخ کو گرہن لگا۔ جیسا کہ اس کے متعلق مولوی محمدؐ صاحب اور دوسرے بزرگوں نے بھی لکھا۔

تیرھویں ۱۳ چن ستیویں ۲۷ سورج گرہن ہوسی اس سالے
وچ ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

پس اب جبکہ یہ علامت بھی پوری ہو گئی۔ مدعی بھی موجود اور گواہ بھی ساتھ ہی اس کی صداقت کی گواہی دے چکے۔ اب اس سے روگردانی عقلمندی نہیں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی خدا تعالےٰ کے مہدی برحق ہیں اور آپکو قبول کرنا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ جسے خدا نے عقل دی وہ غور کرے۔ جسے کان دئے وہ سنے:

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمین آمد امامِ کامگار

نظم

جان و دل سے میں ہوں شیدا سیدِ ابرار کا
پرورش پاتا ہے ارماں قلب میں دیدار کا
مضمحل ہوں مضطرب ہوں بیقرار و سوگوار
اشکباری مشغلہ ہے ان دنوں ابصار کا
ہیں مسلط خانۂ دل پر میرے تاریکیاں
آہ! کیا باندھوں تصور روئے پُر انوار کا
ہے کٹھن جولان گاہِ عشق حق اور میں نحیف
کیوں نہ دامن تھام لوں پھر احمدؐ مختار کا
خواہ پہلے کچھ نہ ہو آزاد لیکن آج کل
قادیاں ہے فی الحقیقت آئینۂ اسرار کا ...

(از شیخ محمد [illegible] آزاد - عفی عنہ از انبالہ شہر)

نظم

اے مری پیاری بہن اے نیک خو
تم مری باتیں توجہ سے سنو!
خود خدا کہتا ہے عیسےٰؑ مر گیا
اِس جہاں سے صاف رحلت کر گیا
اور آنحضرتؐ نے پھر معراج میں
اسکو دیکھا مردگان کے لاج میں
پھر صحابہ رضؓ نے کیا اجماع ہے
"قد خلت" فانی ہوئی ہر ایک شے
پھر یہ کیا اللہ نے فرمایا نہیں!
آدمی کی مستقر ہے یہ زمیں
ایسی قرآن میں کئی آیات ہیں
"غیر احیاءٍ" کہ سب "اموات" ہیں
مُردے زندہ ہو کے پھر آجائیں کیوں
جب سُنایا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْن
وعدہ فرمایا مثیلِ موسوی
ہے خلافت میں نبیِّ ہاشمی
تھا مسیح اس کا خلیفہ آخری
چاہیئے اب ایک عیسےٰؑ احمدی
یہ بتاتا ہے ہمیں حرفِ کَمَا
ہے مُشَبَّہ اور مُشَبَّہ بِہٖ جُدا
حُلیہ دونوں کا بتایا مختلف
تا نہ دھوکہ میں ہو کوئی منحرف
ابنِ مریم کے سمجھنے کے لئے

سُورۂ تحریم کو پڑھ لیجئے
پھر بنایا اپنے مہدی کا نشاں
جو ہوُا وقتِ مقرّر پر عیاں
تیرھویں[۱۳] کو اور اٹھائیس[۲۸] کو
گہن شمس و بدر کو روزوں میں ہو
اور پھر طاعون آئے اِس قدر
بول اُٹھیں سارے بشر اَیْنَ الْمفرّ
اونٹنی بیکار بندوں میں ہو میل
منتشر اخبار ہوں چل جائے ریل
پھیل جائے ساری دنیا میں وُہ شے
ذکر جس کا کہف کی سورۃ میں ہے
اُس گھڑی آئے گا عیسیٰؑ بالضرور
اُس کی آمد کا ہو شہرہ دُور دُور
ہند میں شرقِ دمشق اِک شہر ہو
قادیاں۔ کدّہ قریبِ نہر ہو
چادریں دو زرد ہوں گی بیگماں
یعنی لاحق حال دو بیماریاں
اسرائیلی قد۔ نبی کی نیک خُو
اَور اجلی الجبھۃ اقنی الانف ہو
چودھویں کے سر پر آئے لاکلام
اہلِ فارس سے غلام اَحمدؐ ہو نام
الغرض جیسا کتب میں تھا لِکھا
وقت جب آیا تو ایسا ہی ہوُا
میرزؑا نے دے دیا یہ اشتہار
مہبطِ وحیِ خُدا ہے خاکسار

گو مخالف ہوں گے میرے صد ہزار
پرُ مجھے مانیں گے آخر تاجدار
اَب مجھے کوئی نہیں ہے جانتا
ایک وقت اَیسا مگر آجائے گا
دُور سے چل کر یہاں لوگ آئینگے
بیسیوں تحفے تحائِف لائیں گے
بات جو اُس نے کہی پُوری ہوئی
پر تعجّب ہے تمہیں پُوری ہوئی
زلزلہ طاعون موسم کا بخار
سینکڑوں ایسے نشاں ہیں آشکار
جو مخالف سامنے آیا "ہلاک"
یا گرفتارِ عذابِ دردناک
ہے کہاں آتھم کہاں ڈوئی کا نام
اَور پھر وہ آریوں کا لیکھرام
کُشتۂ تیغِ دُعا ہیں یہ سبھی
ہوتی ہے تائید جھوٹوں کی کبھی؟
مجھ کو بتلاؤ کہ کوئی مفتری
ہو خُدا کی وَحی کا یُوں مدعی
اور پھر اتنے برس زندہ رہے
کامیابی پا کے دُنیا سے مرے
اور پھر تعلیم میں اُس نے کہا
مُصطفےٰؐ ہمارا امام و پیشوا
اقتداءِ قولِ او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
ماننے میں کیا تامّل ہے اُسے
تم جھجکتے ہو بھلا کِس بات سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

95

عقائد احمدیہ پر حلفی بیان

(از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(۱) میں مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ امام جماعت احمدیہ ساکن قادیان ولد مرزا غلام احمدؐ صاحب مدعی ماموریت اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جسکی جھوٹی قسم کھانا انسان کو روحانی اور جسمانی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اور ناقابل برداشت عذابوں میں مبتلاء کرتا ہے۔ کہتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحبؑ میرے یقین اور ایمان کے مطابق بلا شک و شبہ مسیح موعود و مہدئ مسعود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوکر مقام نبوت پر فائز ہوئے تھے۔ اگر اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کا وہ وعید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے۔ مجھ پر نازل ہو ۔

(۲) میں یہ یقین رکھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کی رُو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی نبوت کا اجراء ثابت ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور تعلیم کی ناسخ نہ ہو۔ میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو موسوی سلسلہ کے ایک نبی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوئے تھے۔ قرآن کریم کی رُو سے اور تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رُو سے یقینی طور پر وفات پاچکے ہیں۔ اسمیں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور

(۳) میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلعم نے آخری فتنہ کے زمانہ میں جس جماعت کو ناجی قرار دیا ہے وہ جماعت احمدیہ ہی ہے ۔

(۴) مجھے کامل یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جن امور کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ قطعی یقینی اور بے ریب ہیں بلکہ اس سے بڑھکر مجھے یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی دعویٰ خدا تعالیٰ کے اذن اور حکم کے بغیر نہیں کیا ۔

(۵) میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحبؑ کا انکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے انکار کا مستوجب ہے ۔

مصباح کا تبلیغی نمبر

آپ مصباح کے اس نمبر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت کے دلائل پائیں گے۔ اسکی نشر و اشاعت نہ صرف ۳۰ ستمبر کو بلکہ اسکے بعد بھی موجب سعادت دارین ہے ۔

یہ مصباح ایک روپے کے ۱۶
" " نو آنے " ۸
" " ۵ " ۴

اسکے علاوہ ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے محصولڈاک آنا چاہئیے۔

ایک روپیہ سے کم کے لئے ٹکٹ بھیجدیں ۔

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار مصباح۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

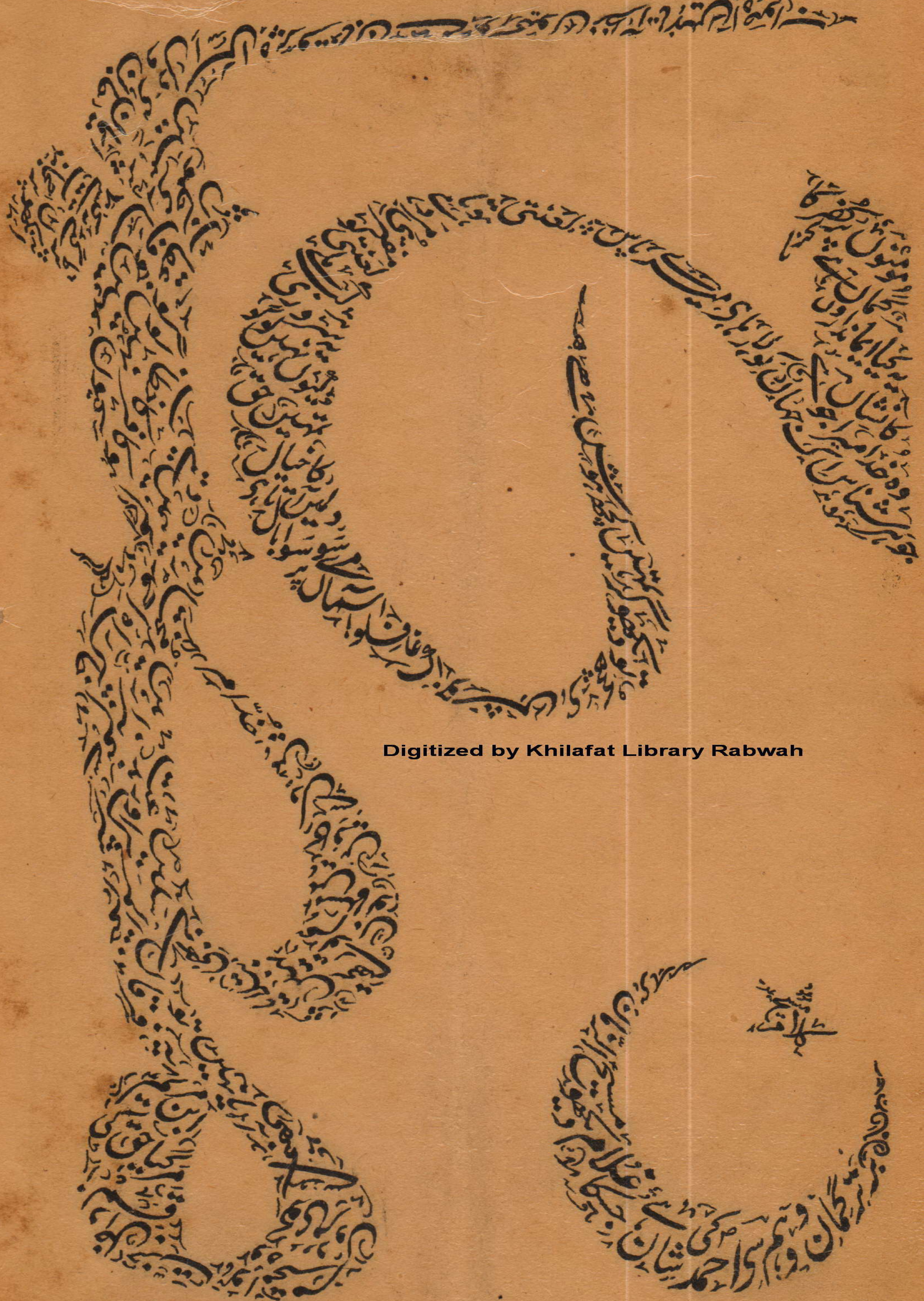

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)